سوال نمبر2(الف) (i) **حکومت برطانیہ کی ہندوستان کے مسلمانوں سے عناد کی**
وجہ یہ تھی کہ جب پہلی جنگ عظیم چھڑ گئی تو انگریزوں کا مقابلہ جرمن سے ہوا۔ اس جنگ میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا۔ ہندوستان کے مسلمان چونکہ ترکی کے سلطان کو حجاز کی خدمت کرنے کی وجہ سے خلیفہ اسلام سمجھتے تھے اس لیے ان مسلمانوں نے ان کے لیے مالی اور طبی امداد بھیجی جس کی وجہ سے انگریزوں کو مسلمانوں پر سخت غصہ آیا اور وہ عناد کا شکار ہو گئے وہ چاہتے تھے کہ مسلمان ہرگز نہ ترکی اور جرمنی کا ساتھ دیں اس لیے مسلمانوں اور انگریزوں کے بیچ سخت اختلاف پھیل گئے

سوال نمبر2(الف) (ii) **پہلی جنگ عظیم میں مسلمانوں نے ترکی کی حمایت** اس لیے کی کیونکہ ترکی کا سلطان حجاز کی خدمت کرتا تھا اس لیے مسلمان اسکو خلیفہ اسلام سمجھتے تھے ان کے دلوں میں اسکے لیے بے حد احترام تھا اس لیے وہ چاہتے تھے جتنا ان سے ہو سکے وہ ترکی کا ساتھ دیں۔ ترکی میں کچھ ایسی جگہیں تھیں جو مسلمانوں کے لیے انتہائی احترام کا درجہ رکھتی تھی اس لیے وہ نہیں چاہتے تھے کہ انگریز اس جنگ میں ان جگہوں کو ذرا بھی نقصان پہنچائیں اس لیے مسلمانوں نے ترکی کا ساتھ دیا

سوال نمبر2(الف) (iii) **پہلی جنگ عظیم میں جب** مسلمانوں نے ترکی کا ساتھ دیا تو انگریز کافی خفا ہو گئے انہوں نے مسلمانوں سے وعدہ کیا کہ مسلمان انگریزوں کا ساتھ دیں گے تو وہ کامیابی کے بعد ترکی کو مزید نقصان نہیں پہنچائیں گے لیکن انگریزوں کے خون میں ہی مکر و فریب ہے انہوں نے جنگ جیتنے کے بعد ترکی کی وسیع سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور اپنے وعدے سے پھر گئے

سوال نمبر 2 (الف) (iv) **جب انگریزوں نے جنگ میں کامیابی** کے بعد مسلمانوں کو مکر و فریب دیا اور ترکی کی سلطنت کا بڑا حصہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو اس عمل سے مسلمانوں کو بہت تکلیف پہنچی۔ انھوں خلافت کو بچانے اور اس کے تحفظ کے لیے **مولانا محمد علی جوہر** اور ان کے بڑے بھائی **مولانا شوکت علی** کی راہ نمائی میں تحریک خلافت شروع کی

سوال نمبر 2 (الف) (v) **شدھی تحریک اور سنگھٹن تحریک** ہندوؤں نے اس مقصد سے شروع کی کہ وہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو جو اس وقت برصغیر میں رہائش پزیر ہے ان کو ہندو بنا سکیں۔ اس تحریکوں کا مقصد ہندوستان میں سے تمام مسلمانوں کو ختم کرنا تھا ان کو ہندو تو سکتے نہیں ہے اس لیے اپنی چال بازیوں سے ان کو کافر بنانا چاہتے ہے

سوال نمبر 2 (الف) (vi) **تلخیص:**

پہلی جنگ عظیم میں مسلمانوں نے ترکی کے ساتھ دینے کی وجہ سے انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوئے اور انگریزوں نے ترکی کی سلطنت تباہ کرکے ان کو مکر و فریب دیا۔ اس نے ساتھ مسلمانوں کی تحریکوں کا کوئی اثر نہ ہوا اور ہندو بھی مسلمانوں مختلف روپے ~~اختیار~~ اختیار کرکے ان کی زندگی کو دشوار بنا رہے ہے ان سب وجوہات کی وجہ سے مسلمانوں نے الگ وطن کا مطالبہ کیا کیونکہ انھیں کسی بھی معاملے میں کوئی حقوق حاصل نہ ہے

سوال نمبر 2(ب) (i) شاعر نے **عاشق** کی یہ صفت بیان کی ہے وہ لڑنے سے لڑنے دشمنوں کے سامنے ڈٹ جانے والے لوگ اللہ کا نام سنتے کو ان کے دل کانپ جاتے ہے وہ صرف اسی ذات کا خوف رکھتے ہے اس کے علاوہ ان کو لرزنے والی کوئی شے نہیں اور **زاہد** صرف بچ اور ایمان کے سامنے سر جھکاتے ہے وہ صرف حق پرستی کرتے ہے اور صرف اس ایمان پر سر جھکاتے ہے رب کی ذات ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

سوال نمبر 2(ب) (ii) **اسلام نے لوگوں میں** اللہ کی مخلوق کی خدمت کا جذبہ اجاگر کیا۔ لوگ اپنے آپ کو بھول گئے اور صرف مخلوق خدا کی خدمت راہنمائی میں زندگی صرف کرنے لگے اور یہ سب صرف دین اسلام کی وجہ سکتا تھا کیونکہ اسلام سے قبل لوگ ایک دوسروں کی جانوں اور خون کے پیاسے تھے قتل کرنا ایک عام تھا۔ نبی اسلام کا جادو ہی ہے کہ ایسا جاہل معاشرہ اللہ کا فرمانبردار بن گیا اور مخلوق اللہ کی خدمت کرنے لگا

سوال نمبر 2(ب) (iii) **"بیان اسلام کے ہادی" سے مراد ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی ذات مبارکہ ہے:** انہوں نے اس دنیا میں آکر سب کو اسلام کی پہچان دی۔ حق اور باطل کی تمیز سکھائی۔ صحیح اللہ کی پہچان دلائی اور یہ بتایا کہ ہمارا ایک رب ہے وہی معبود ہے اسی کے سامنے سر جھکاؤ۔ بتوں کو آگ لگادو۔ ایک رب کی عبادت کرو حضورؐ نے پورے معاشرے کو بتوں کی پوجا سے نکال کر اللہ کی عبادت کی طرف راغب کیا

سوال نمبر 2(ج) (i) **جگ میں اگر شاعر اس نتیجے پر پہنچا کہ** جس طرف بھی نظر ڈالی تو یہی نظر آیا تھی اس کی ذات ہی ہر طرف دکھائی دی وہ ذات ہر شے میں موجود ہے ہر شے میں اللہ کا عکس دکھائی دیتا ہے اس نے کائنات کی ہر شے تخلیق کی ہے اور انسان کو وہ سے بھی جس سے عشق ہو جائے اس کی ذات ہر شے اور ہر طرف دکھائی دیتی ہے انسان چاہ کر بھی اس ذات کے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچ نہیں سکتا اس سے **عارفی عشق** ہی مراد لیا جا سکتا ہے کہ جس انسان کو کسی اور انسان سے عشق ہو جائے وہ ہر شے میں اس کو اپنے محبوب کا عکس ہی دکھائی دیتا ہے اس کو دنیا بھول جاتی ہے

سوال نمبر 2(ج) (ii) **جب انسان پر مشکلوں کے پہاڑ** ٹوٹ جائیں اور ایک مشکل کے بعد دوسری مشکل دوسری کے بعد تیسری مشکل تو پھر انسان ان مشکلات کا عادی ہو جاتا ہے وہ تمام مشکلات اس کے لیے آسان ہو جاتی ہیں۔ شاعر کے مطابق ان پر انی آزمائش اور مصیبتیں آئی تھیں اب کوئی مصیبت مصیبت نہیں لگتی وہ تمام چیزیں آسان ہو گئی کیونکہ انسان سیکھ جاتا ہے کہ ان پریشانیوں سے کس طرح نکلنا ہے جس کو غم غم نہیں لگتے بلکہ ہر چیز آسان ہو جاتی ہے شاعر کی زندگی میں بھی کچھ ایسا ہی ہوا اور تمام دکھ دور ہو گئے

سوال نمبر 2(د) (i)

مرثیہ :-

مرثیہ عربی زبان کے لفظ "رثی" سے ماخوذ ہے اس کے لغوی معنی "مردے کو رونے، میت پر آنسو بہانے" کے ہیں۔ شاعری کی ~~اصطلاح~~ اصطلاح میں کسی فوت شدہ شخص کی تعریف و توصیف کرنا اور غم کا اظہار کرنا مرثیہ کہلاتا ہے۔ اردو اور فارسی میں یہ صنف واقعہ اور میدان کربلا سے مخصوص ہوگئی لیکن اصل میں اس سے مراد کسی مردے کے غم میں دکھ و غم کا اظہار کرنا ہے

مرثیے کے اجزاء:

* چہرہ * سراپا * رخصت * آمد * رجز
* رزم * شہادت * بین * دعا

سوال نمبر 2(د) (ii)

صنعت تلمیح :

صنعت تلمیح کا تعلق علم بدیع سے ہے تلمیح عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی اشارہ کرنا یا اچٹتی سی نگاہ ڈالنا کے ہیں جب شاعر کلام میں کسی تاریخی واقعے یا کسی قرآنی آیت کا ذکر کرے تو اسے صنعت تلمیح کہتے ہیں۔ اس میں شاعر ایک یا دو لفظ لکھ کر پورے واقعے کی طرف اشارہ کر دیتا ہے

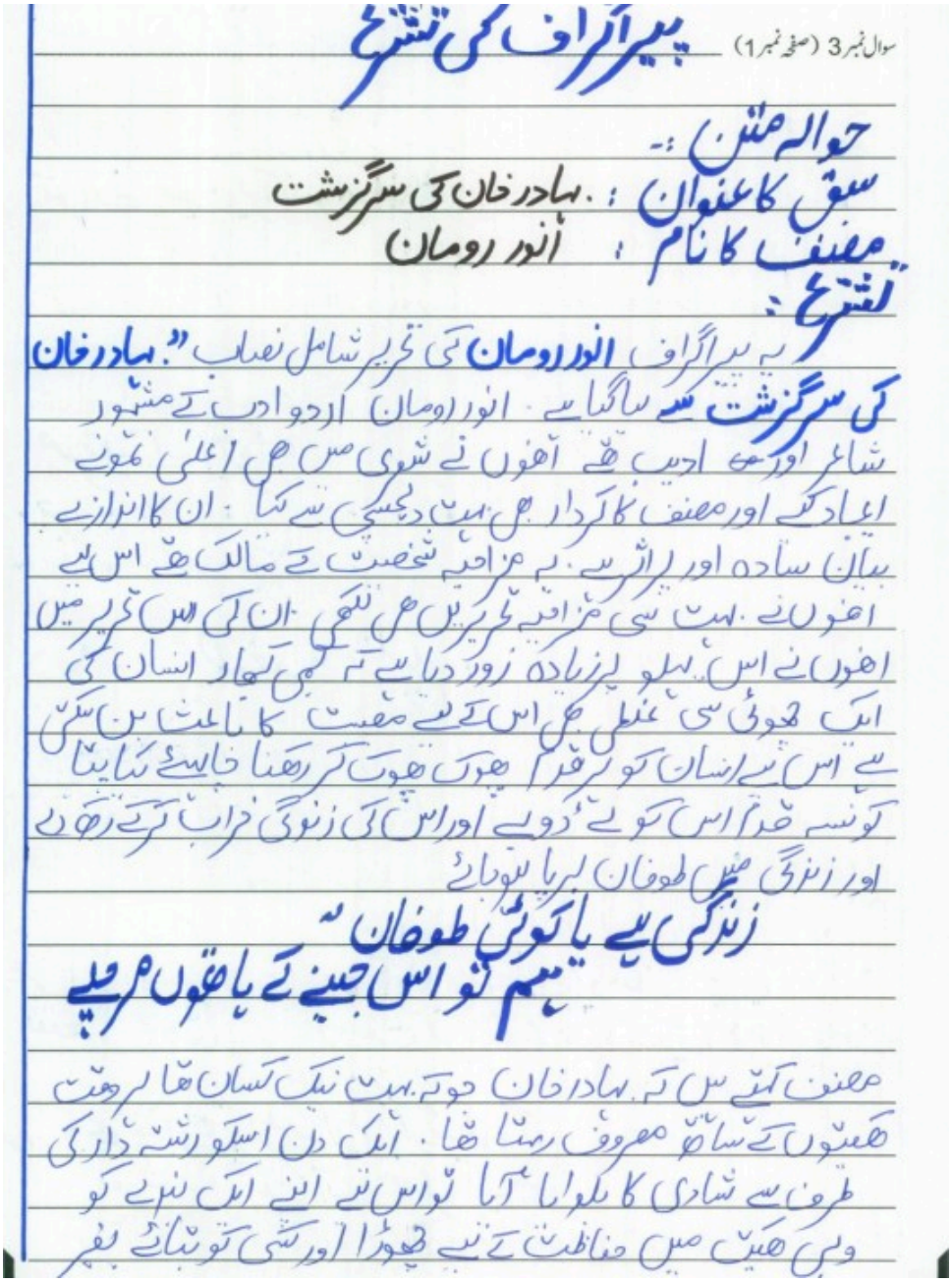
شعری مثال:

دوست تو نیاں توڑے ہیں پر جائی نہیں
آدی ہے جامے یوسف سے یہ صدا

ادھر حضرت یوسف کے واقعے کی طرف اشارہ ہے

دعوے تو تھے بڑے ارنی کوئے طور کو
بیہوش اڑ گئے آگ سہی نگر سے

اس میں حضرت موسیٰ کی طرف اشارہ ہے جب وہ صرف روشنی سے ہی بے ہوش ہو گئے



سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 1)

پیراگراف کی تشریح

حوالہ متن:-

سبق کا عنوان: بہادر خان کی سرگزشت

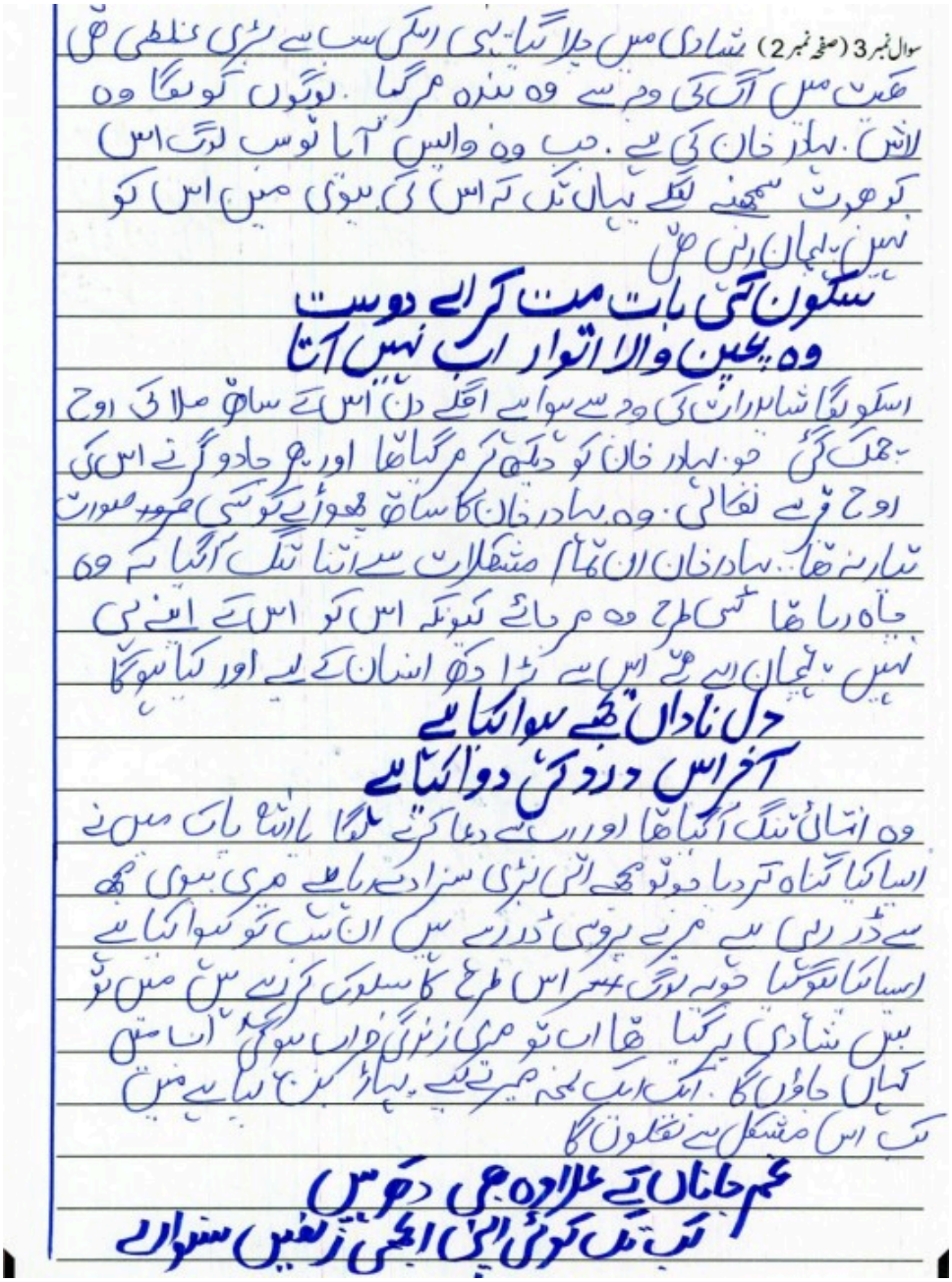
مصنف کا نام: انور رومان

تشریح:

یہ پیراگراف **انور رومان** کی تحریر شامل نصاب **"بہادر خان کی سرگزشت"** سے لیا گیا ہے۔ انور رومان اردو ادب کے مشہور شاعر اور ادیب تھے۔ انھوں نے شوی میں بھی اعلیٰ نمونے ایجاد کیے اور مضمون نگار بھی بہت دلچسپی سے کیا۔ ان کا انداز بیان سادہ اور پراثر ہے۔ یہ مزاحیہ شخصیت کے مالک تھے اس لیے انھوں نے بہت سی مزاحیہ تحریریں بھی لکھی۔ ان کی اس تحریر میں انھوں نے اس پہلو پر زیادہ زور دیا ہے کہ کبھی کبھار انسان کی ایک چھوٹی سی غلطی بھی اس کے لیے مصیبت کا باعث بن سکتی ہے اس لیے انسان کو ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا چاہیے کیا پتا کونسہ قدم اس کو لے ڈوبے اور اس کی زندگی خراب کر کے رکھ دے اور زندگی میں طوفان برپا ہو جائے۔

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

مصنف کہتے ہیں کہ بہادر خان جو کہ بہت نیک کسان تھا برسوں کھیتوں کے ساتھ مصروف رہتا تھا۔ ایک دن اسکو رشتہ داروں کی طرف سے شادی کا بلاوا آیا تو اس نے اپنے ایک بندے کو وہی کھیت میں حفاظت کے لیے چھوڑا اور خود تو بنا ڈرے بغیر



سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 2) شادی میں جلا گیا۔ یہی اسکی سب سے بڑی غلطی تھی
حویلی میں آگ کی وجہ سے وہ زندہ مر گیا۔ لوگوں کو لگا وہ
لاش بہادر خان کی ہے۔ جب وہ واپس آیا تو سب لوگ اس
کو بھوت سمجھنے لگے یہاں تک کہ اس کی بیوی نے اس کو
نہیں پہچانا۔

سکوں کی بات مت کر اے دوست
وہ یقین والا اتوار اب نہیں آتا

اسکو لگا شاید رات کی وجہ سے سوائے اگلے دن اس کے ساتھ ملائی روح
بھٹک گئی تھی۔ بہادر خان کو دیکھ کر مر گیا تھا اور جادوگر نے اس کی
روح قید سے نکالی۔ وہ بہادر خان کا ساتھ چھوڑے گوشی صورت
تیار نہ تھا۔ بہادر خان ان تمام مشکلات سے اتنا تنگ آگیا تھا کہ وہ
چاہ رہا تھا کسی طرح وہ مر جائے کیونکہ اس کو اس کے اپنے ہی
نہیں پہچان رہے تھے اس سے بڑا دکھ انسان کے لیے اور کیا ہوگا

دل ناداں مجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

وہ انتہائی تنگ آگیا تھا اور رب سے دعا کرنے لگا یا اللہ میں نے
ایسا کیا گناہ کر دیا جو تو مجھے اتنی بڑی سزا دے رہا ہے میری بیوی مجھ
سے ڈر رہی ہے مرنے پر بھی ڈر رہے ہیں ان سب کو ہوا کیا ہے
ایسا کیا ہو گیا جو یہ لوگ میرے اس طرح کا سلوک کر رہے ہیں میں تو
بس شادی پر گیا تھا اب تو میری زندگی ختم ہو گئی آسمان
کہاں جاؤں گا۔ ایک ایک لمحہ میرے لیے پہاڑ بن گیا ہے میں
کب اس مشکل سے نکلوں گا

غم جاناں کے علاوہ بھی دکھ ہیں
کب تک کوئی اپنی الجھی زلفیں سنوارے

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 1)

نظمیہ اشعار کی تشریح

حوالہ نظم:

نظم کا عنوان: نعت

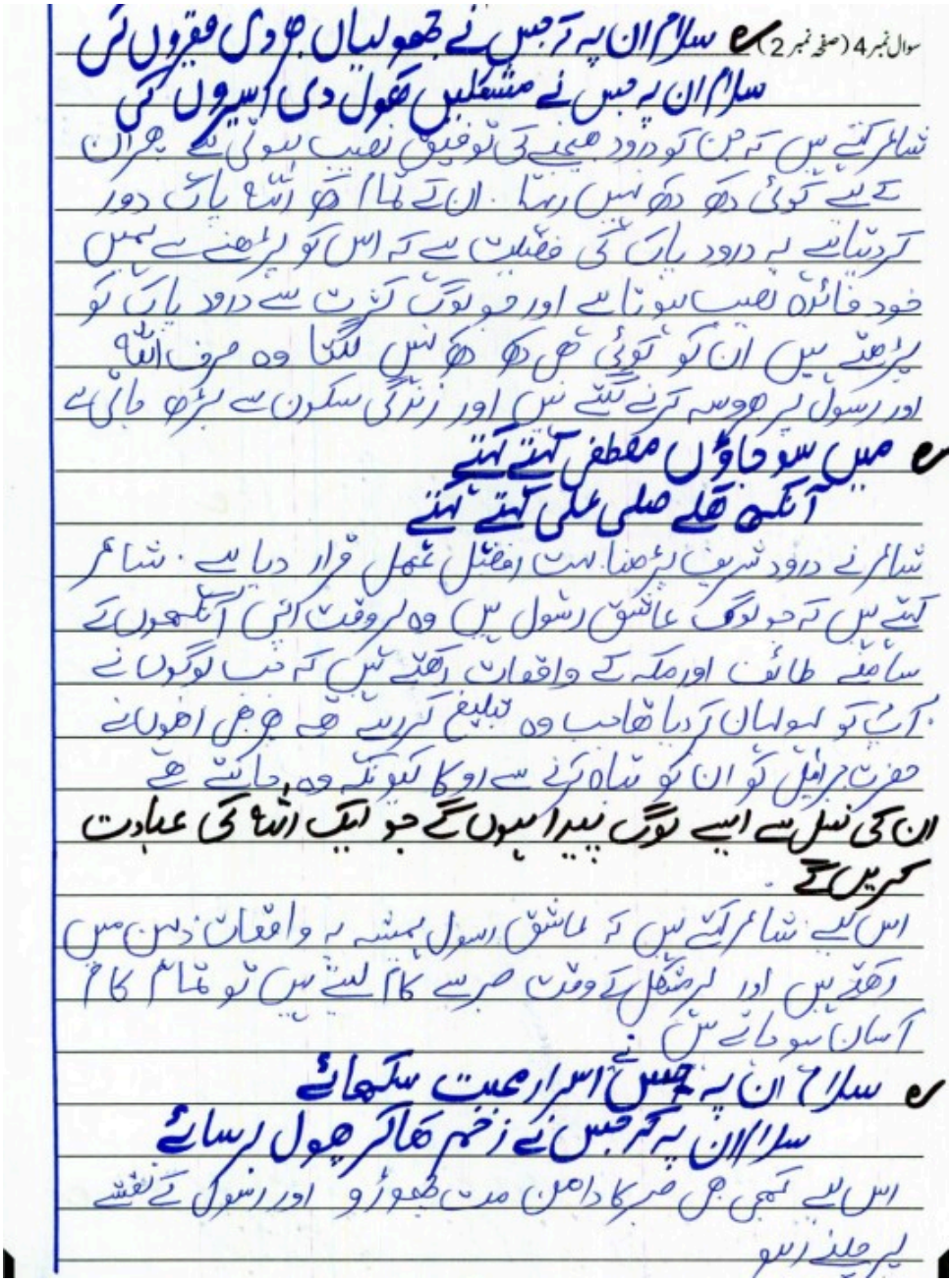
شاعر کا نام: افتخار عارف

تشریح:

یہ نظمیہ اشعار "افتخار عارف" کی "نعت" سے لیے گئے ہیں افتخار عارف اردو ادب کے بلند پایا شاعروں میں سے ایک ہیں ان کے انداز بیان میں سادگی، روانی اور اخلاقیات نمایاں ہیں وہ ایک سچے عاشق رسول ہیں۔ ان اشعار میں شاعر نبی کی بلند پایا ذات کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کریم اتنے کریم یعنی **مہربان** ہیں وہ اتنے زیادہ مہربان ہیں کہ ہر ایک پر اپنا کرم کرتے ہیں ہر ایک کو انعامات عطا کرتے ہیں ہر ایک پر رحمت کے بادل برساتے ہیں۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والے
مرادیں غریبوں کی بر لانے والے
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والے
مرادیں غریبوں کی بر لانے والے

اُن نعمتوں لفظوں میں بانٹنے کے بعد بھی ان کی دولت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی **جواد** کا مطلب سخی ہے یعنی رسول اتنے سخی ہیں وہ ہر ایک پر کرم کرتے تھے ہر ایک کو اپنے کرم سے نوازتے تھے۔ کرم ان کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں رہنے دی



سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 2)

سلام ان پہ ترجس نے جھولیاں بھر دی فقیروں کی
سلام ان پہ جس نے مشکلیں کھول دی اسیروں کی

شاعر کہتے ہیں کہ جن کو درود پڑھنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے پھر ان کے لیے کوئی دکھ دکھ نہیں رہتا۔ ان کے تمام دکھ اللہ پاک دور کر دیتا ہے یہ درود پاک کی فضیلت ہے کہ اس کو پڑھنے سے ہمیں خود فائدہ نصیب ہوتا ہے اور جو لوگ کثرت سے درود پاک کو پڑھتے ہیں ان کو کوئی بھی دکھ نہیں لگتا وہ صرف اللہ اور رسول پر بھروسہ کرنے لگتے ہیں اور زندگی سکون سے بڑھ جاتی ہے

میں سو جاؤں مصطفیٰ کہتے کہتے
آنکھ کھلے صلی علیٰ کہتے کہتے

شاعر نے درود شریف پڑھنا بہت افضل عمل قرار دیا ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ جو لوگ عاشق رسول ہیں وہ ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے طائف اور مکہ کے واقعات رکھتے ہیں کہ جب لوگوں نے آپ کو لہولہان کر دیا تھا جب وہ تبلیغ کر رہے تھے جو جو انہوں نے حضرت جبرائیل کو ان کو تباہ کرنے سے روکا کیونکہ وہ جانتے تھے ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ایک اللہ کی عبادت کریں گے

اس لیے شاعر کہتے ہیں کہ عاشق رسول ہمیشہ یہ واقعات ذہن میں رکھتے ہیں اور ہر مشکل کے وقت صبر سے کام لیتے ہیں تو تمام کام آسان ہو جاتے ہیں

سلام ان پہ جس نے اسرار محبت سکھائے
سلام ان پہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

اس لیے کبھی بھی صبر کا دامن مت چھوڑو اور رسول کے نقش پر چلتے رہو

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 1) **شاعر کا نام:** علامہ محمد اقبال

مفہوم: ایک جہاں ہے پرنہ ڈٹ جان اور جل مرنیں اور امتحان ہیں

تشریح:

یہ اشعار علامہ محمد اقبال کی غزل سے لیے گئے ہیں جن کا شمار بلند پایہ شعرا میں ہوتا ہے۔ انھوں نے فارسی زبان میں بھی شاعری کی۔ ان کی شاعری میں خودی، جوش، جذبے کی فراوانی نمایاں ہے انھوں نے بروقت نوجوانوں کو یہ درس دیا کہ حرکت و عمل کا نام زندگی ہے ایک جگہ ٹھہر جاؤں گے تو ہم جامد ہو جائیں گے زندگی کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے

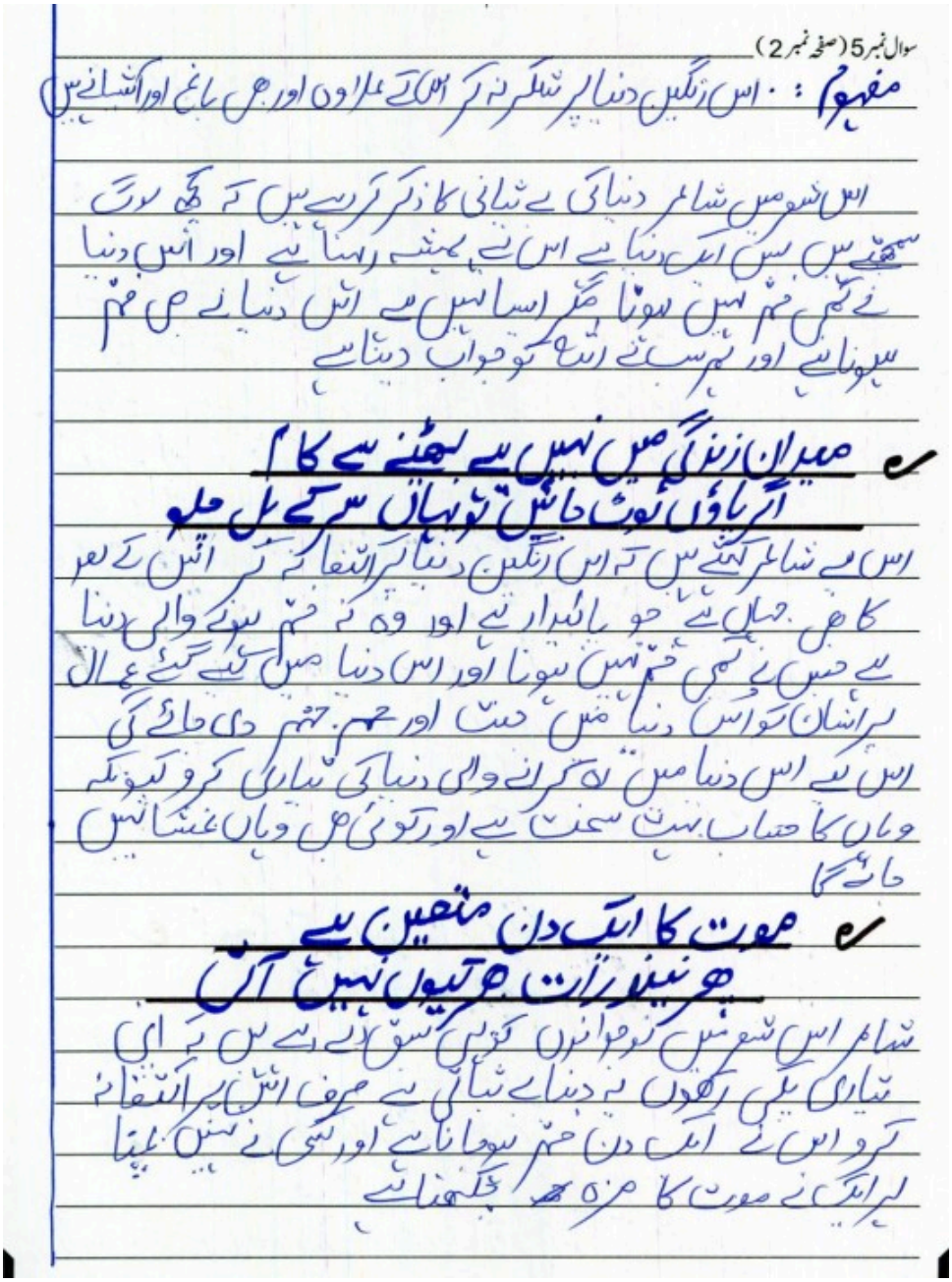
عمل سے زندگی بنتی ہے جنت، جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

شاعر کہتے ہیں کہ جو لوگ صرف ستاروں تک پہنچنا جانتے ہیں کہ تو ان کے لیے ہے کہ صرف یہ ایک جہان نہیں ہے بلکہ ستاروں سے آگے بھی اور بہت سے جہاں ہیں اس کا مطلب ہے کہ کسی بھی کسی ایک منزل پر ٹھہر نہ کر پوری کائنات اللہ نے انسان کے لیے بنائی ہے تو اسکو اسی کھوج میں بروقت کرنی چاہیئے بروقت حرکت میں رہنا چاہیئے

مشقت کی ذلت جنہوں نے اٹھائی
جہاں میں ملی انھیں بڑائی

یہ انسان محنت کرتا رہتا ہے تو یہ وہ ترقی کرتا رہتا ہے اور نئے نئے ملنے ایجاد کرتا رہتا ہے اور یہ شاعر بھی کہہ رہے ہیں اس دنیا میں بیٹھنے سے کام نہیں چلتا اپنے پر بڑھاؤ

سبق پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا



سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 2)

مفہوم : اس رنگین دنیا پر مٹ کر نہ کہ اس کے علاوہ اور بھی باغ اور آشیانے ہیں

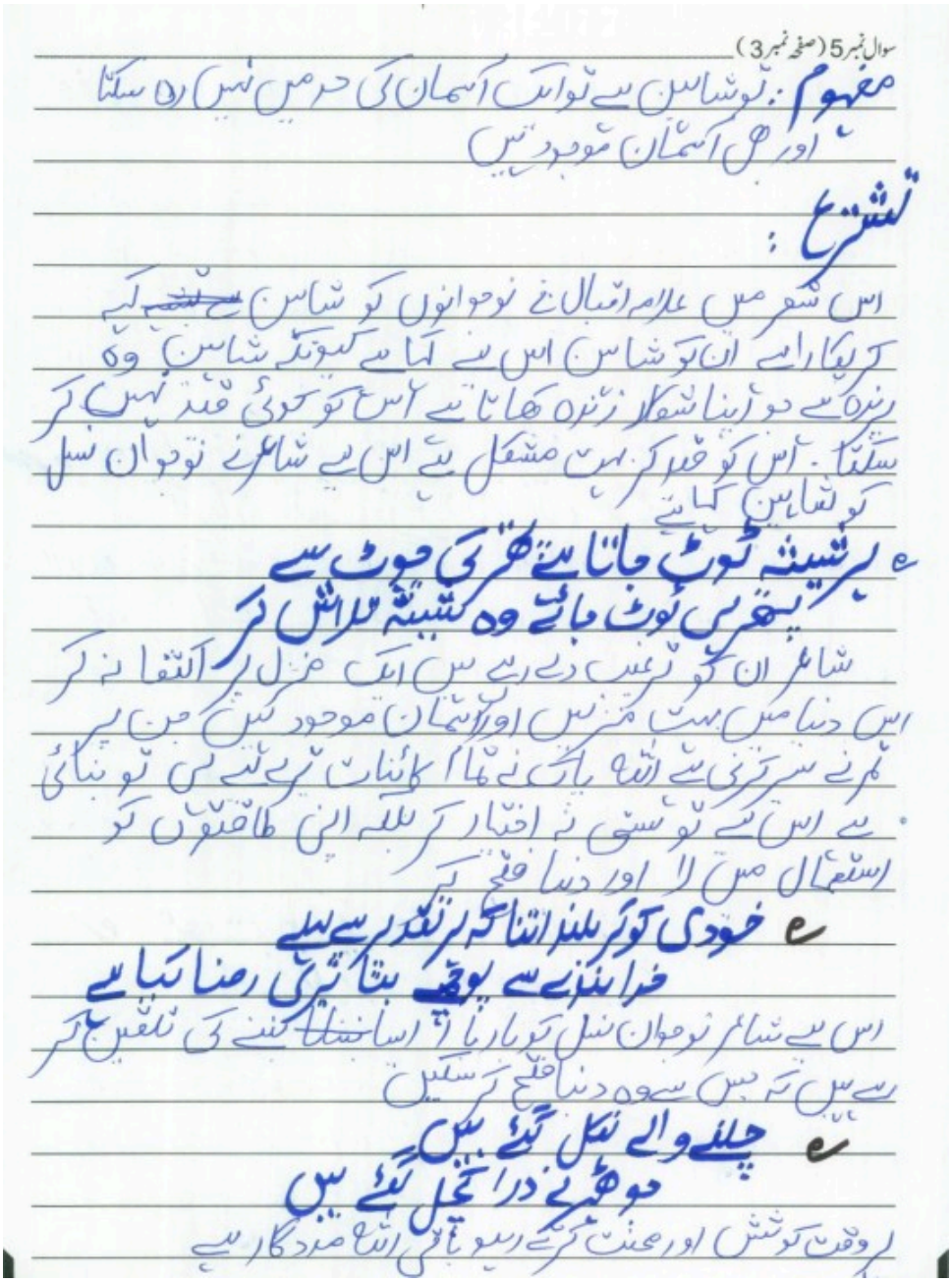
اس شعر میں شاعر دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کر رہے ہیں کہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں بس ایک دنیا ہے اس نے ہمیشہ رہنا ہے اور اس دنیا نے کبھی ختم نہیں ہونا مگر ایسا نہیں ہے اس دنیا نے بھی ختم ہونا ہے اور ہر شے نے اللہ کو جواب دینا ہے

میدان زندگی میں نہیں ہے لٹنے سے کام
اے یاؤں ٹوٹ جائیں تو یہاں سر کے بل چلو

اس سے شاعر کہتے ہیں کہ اس رنگین دنیا پر اللہ نے کر اس کے بعد کا بھی جہاں ہے جو پائیدار ہے اور وہ نہ ختم ہونے والی دنیا ہے جس نے کبھی ختم نہیں ہونا اور اس دنیا میں کیے گئے اعمال پر انسان کو اس دنیا میں جنت اور جہنم دی جائے گی اس لیے اس دنیا میں نہ کرنے والی دنیا کی تیاری کرو کیونکہ وہاں کا حساب بہت سخت ہے اور کوئی بھی وہاں بخشا نہیں جائے گا

موت کا ایک دن معین ہے
نیند رات بھر نہیں آتی

شاعر اس شعر میں نوجوانوں کو یہ سمجھا رہے ہیں کہ اپنی تیاری پکی رکھو یہ دنیا بے ثبات ہے صرف اللہ پر ایمان کرو اس نے ایک دن ختم ہو جانا ہے اور کسی نے نہیں بچنا ہر ایک نے موت کا مزہ چکھنا ہے



سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 3)

مفہوم: تو شاہین ہے تو ایک آسمان کی حد میں نہیں رہ سکتا اور بھی آسمان موجود ہیں

تشریح:

اس شعر میں علامہ اقبال نے نوجوانوں کو شاہین سے تشبیہ دیتے کہا کہ اے نوجوان تو شاہین ہے تو ایک آسمان میں نہیں رہ سکتا کیونکہ شاہین وہ پرندہ ہے جو اپنا شکار زندہ کھاتا ہے اس کو کوئی قید نہیں کر سکتا۔ اس کو قید کرنا بہت مشکل ہے اس لیے شاعر نے نوجوان نسل کو شاہین کہا ہے

ع پر شیشہ ٹوٹ جاتا ہے پتھر کی چوٹ سے
پتھر بس ٹوٹ جاتے وہ شیشہ تلاش کر

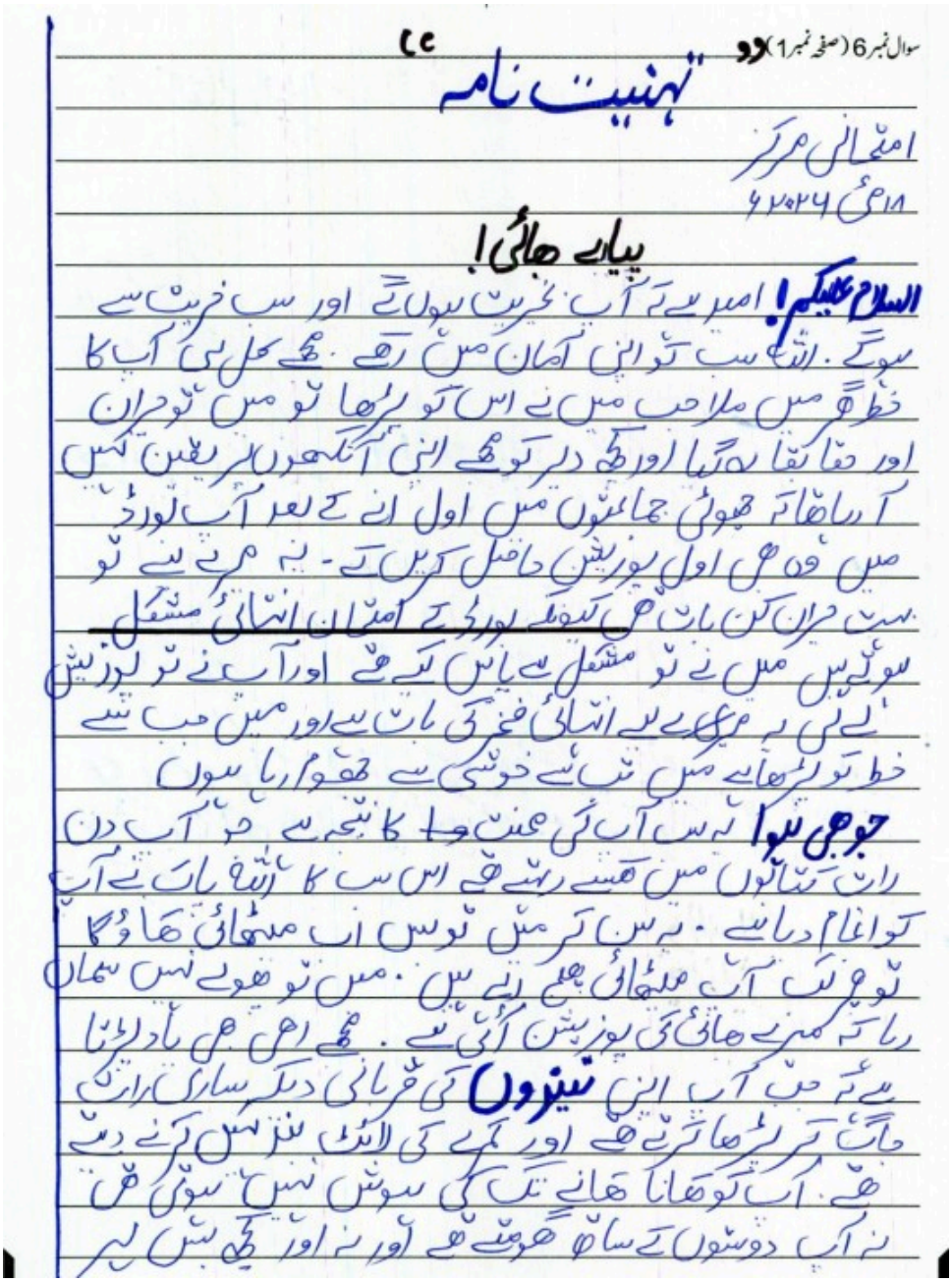
شاعر ان کو ترغیب دے رہے ہیں ایک منزل پر اکتفا نہ کر اس دنیا میں بہت سی زمینیں اور آسمان موجود ہیں جن پر تمہیں سیر کرنی ہے اللہ پاک نے تمام کائنات تمہارے لئے ہی تو بنائی ہے اس لیے تو سستی نہ اختیار کر بلکہ اپنی طاقتوں کو استعمال میں لا اور دنیا فتح کر

ع خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اس لیے شاعر نوجوان نسل کو بار بار اپنا آپ پہچاننے کی تلقین کر رہے ہیں تاکہ جس سے وہ دنیا فتح کر سکیں

ع چلنے والے نکل گئے ہیں
جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں

لہٰذا کوشش اور محنت کرتے رہو تاکہ اللہ مددگار ہے



سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 1)

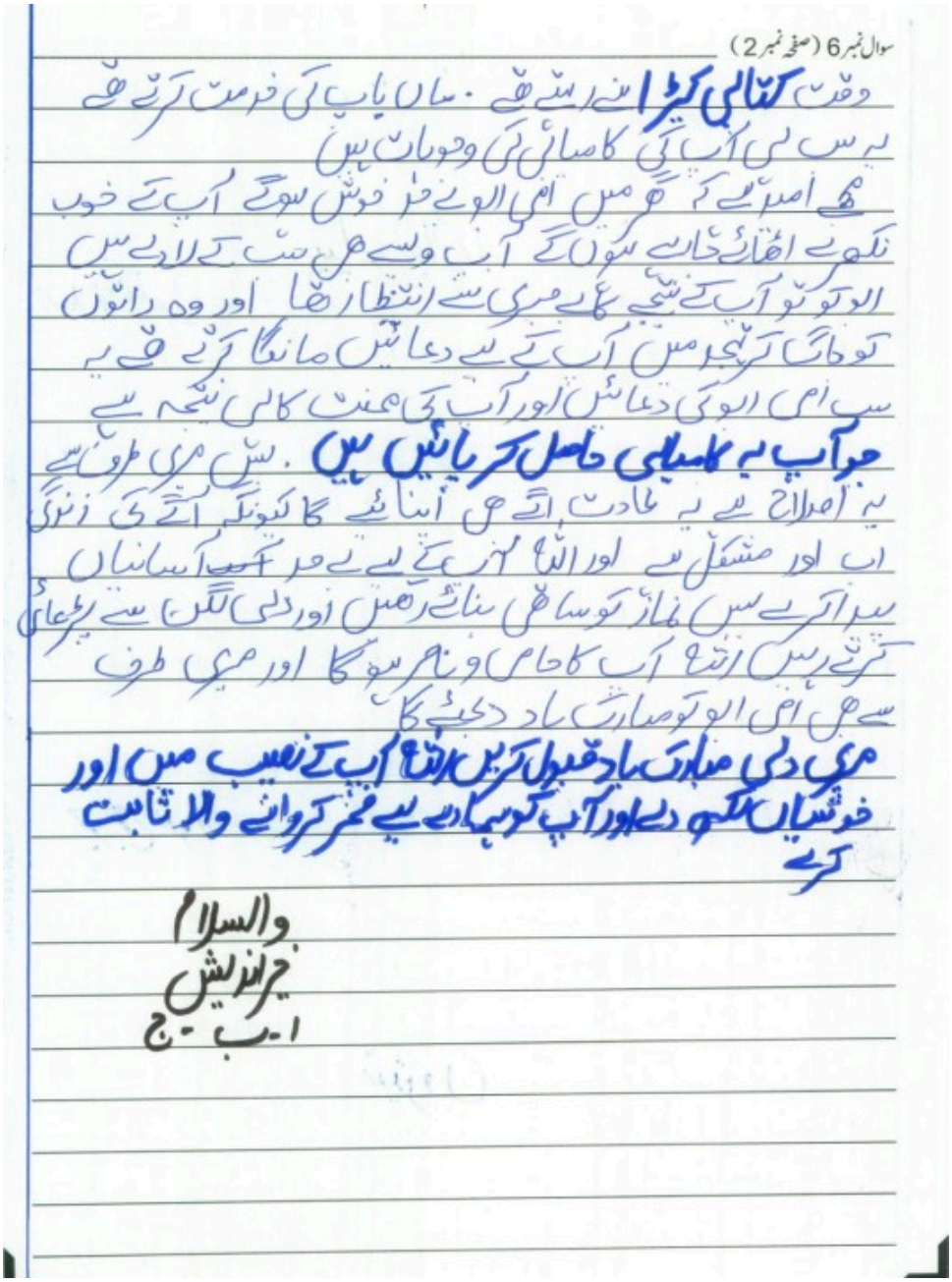
تہنیت نامہ

امتحانی مرکز
۱۸ء ۶/۲۰۲۶

پیارے بھائی!

السلام علیکم! امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے اور سب خیریت سے ہوگے۔ اللہ سب کو اپنی امان میں رکھے۔ مجھے کل ہی آپ کا خط ملا جب میں نے اس کو پڑھا تو میں حیران اور دنگ رہ گیا اور کچھ دیر تو مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا کہ چھوٹی جماعتوں میں اول آنے کے بعد آپ بورڈ میں بھی اول پوزیشن حاصل کریں گے۔ یہ میرے لیے تو بہت حیران کن بات ہے کیونکہ بورڈ کے امتحان انتہائی مشکل ہوتے ہیں میں نے تو مشکل سے پاس کیے تھے اور آپ نے تو پوزیشن لی ہے میرے لیے انتہائی فخر کی بات ہے اور میں جب سے خط تو پڑھا ہے میں تب سے خوشی سے جھوم رہا ہوں

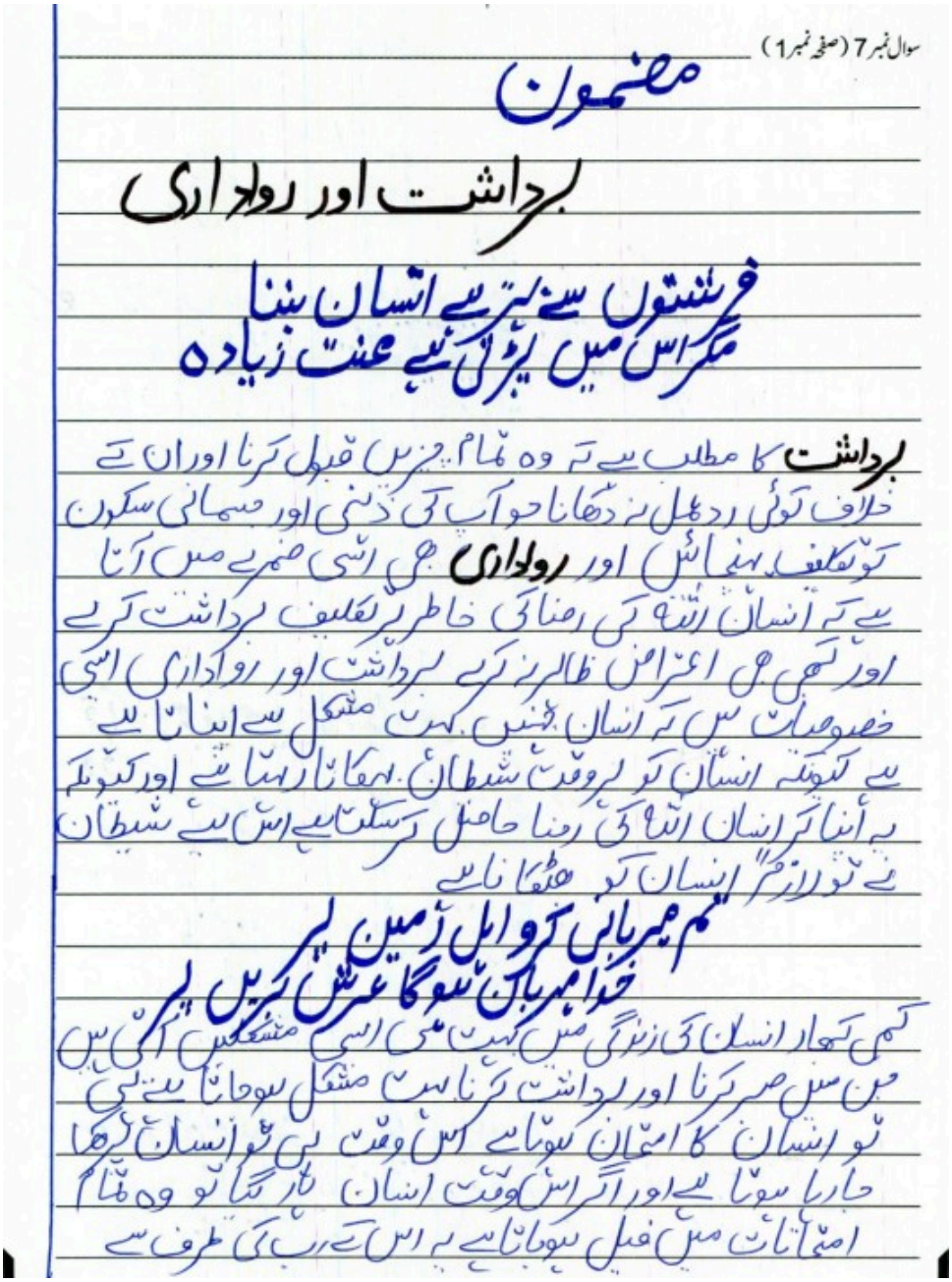
جو بھی ہو یہ سب آپ کی محنت اور لگن کا نتیجہ ہے جو آپ دن رات کتابوں میں گھسے رہتے تھے اس سب کا اللہ پاک نے آپ کو انعام دیا ہے۔ یہ سن کر میں تو سن اب مٹھائی کھاؤں گا تو ویسے آپ مٹھائی بھیج رہے ہیں۔ میں تو ہوں نہیں یہاں رہا کہ میرے بھائی کی پوزیشن آئی ہے۔ مجھے ایک بات یاد رکھنا ہے کہ جب آپ اپنی **تیاریوں** کی وجہ سے ساری ساری رات جاگ کر پڑھا کرتے تھے اور کمرے کی لائٹ بند نہیں کرنے دیتے تھے۔ آپ کو کھانا کھانے تک کی ہوش نہیں ہوتی تھی نہ آپ دوستوں کے ساتھ ہوتے تھے اور نہ اور کچھ بس ایک



سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 2)

وقت کتابی کیڑا بنے رہتے تھے۔ ماں باپ کی خدمت کرتے تھے
یہ سب ہی آپ کی کامیابی کی وجوہات ہیں
مجھے امید ہے کہ آپ بھی امی ابو سے خوش ہوں گے آپ نے خوب
نکھرے اخلاق والے ہوں گے آپ ویسے ہی بن کے لائے ہیں
ابو تو آپ کے منتظر ہمارے مری سے انتظار تھا اور وہ راتوں
تو جاگ کر تہجد میں آپ کے لیے دعائیں مانگا کرتے تھے یہ
سب امی ابو کی دعائیں اور آپ کی محنت کا ہی نتیجہ ہے
جو آپ یہ کامیابی حاصل کر پائیں ہیں۔ بس مری طرف سے
یہ اصلاح ہے یہ عادت آگے بھی اپنائیے گا کیونکہ آگے کی زندگی
اب اور مشکل ہے اور اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہر ~~کچھ~~ آسانیاں
پیدا کرے بس نماز کو ساتھی بنائے رہیں اور دل لگن سے پڑھائی
کرتے رہیں اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو گا اور میری طرف
سے بھی امی ابو کو صدقات یاد دہانی کیجئے گا
میری دلی مبارک باد قبول کریں اللہ آپ کے نصیب میں اور
خوشیاں لکھ دے اور آپ کو ہمارے لیے فخر کروانے والا ثابت
کرے

والسلام
خیر اندیش
ایبٹ ج



سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 1)

مضمون

برداشت اور رواداری

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

برداشت کا مطلب ہے کہ وہ تمام چیزیں قبول کرنا اور ان کے خلاف کوئی ردعمل نہ دکھانا جو آپ کی ذہنی اور جسمانی سکون کو تکلیف پہنچائیں اور **رواداری** بھی اسی ضمرے میں آتا ہے کہ انسان اللہ کی رضا کی خاطر تکلیف برداشت کرے اور کبھی بھی اعتراض ظاہر نہ کرے برداشت اور رواداری ایسی خصوصیات ہیں کہ انسان بہت مشکل سے اپنا پاتا ہے کیونکہ انسان کو ہر وقت شیطان بہکاتا رہتا ہے اور کیونکہ یہ اپنا کر انسان اللہ کی رضا حاصل کر سکتا ہے اس لیے شیطان نے تو اول روز سے انسان کو ہٹکانا ہے

تم میربانی کرو اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

کبھی کبھار انسان کی زندگی میں بہت سی ایسی مشکلیں آتی ہیں جن میں صبر کرنا اور برداشت کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے ایسی تو انسان کا امتحان ہوتا ہے اس وقت ہی تو انسان پرکھا جا رہا ہوتا ہے اور اگر اس وقت انسان ہار گیا تو وہ تمام امتحانات میں فیل ہو جاتا ہے یہ اس کے رب کی طرف سے

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 2) امتحان ہوتا ہے جس کو پار کرنا ہی انسان کا مقصد ہونا چاہیئے۔ ایک مرتبہ جب وہ ترس برداشت کر جاتا ہے تو اس کو رضائے الٰہی حاصل ہو جاتا ہے اور رضاالٰہی کا حصول ہی اس زندگی کا اولین مقصد ہے

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ اطاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

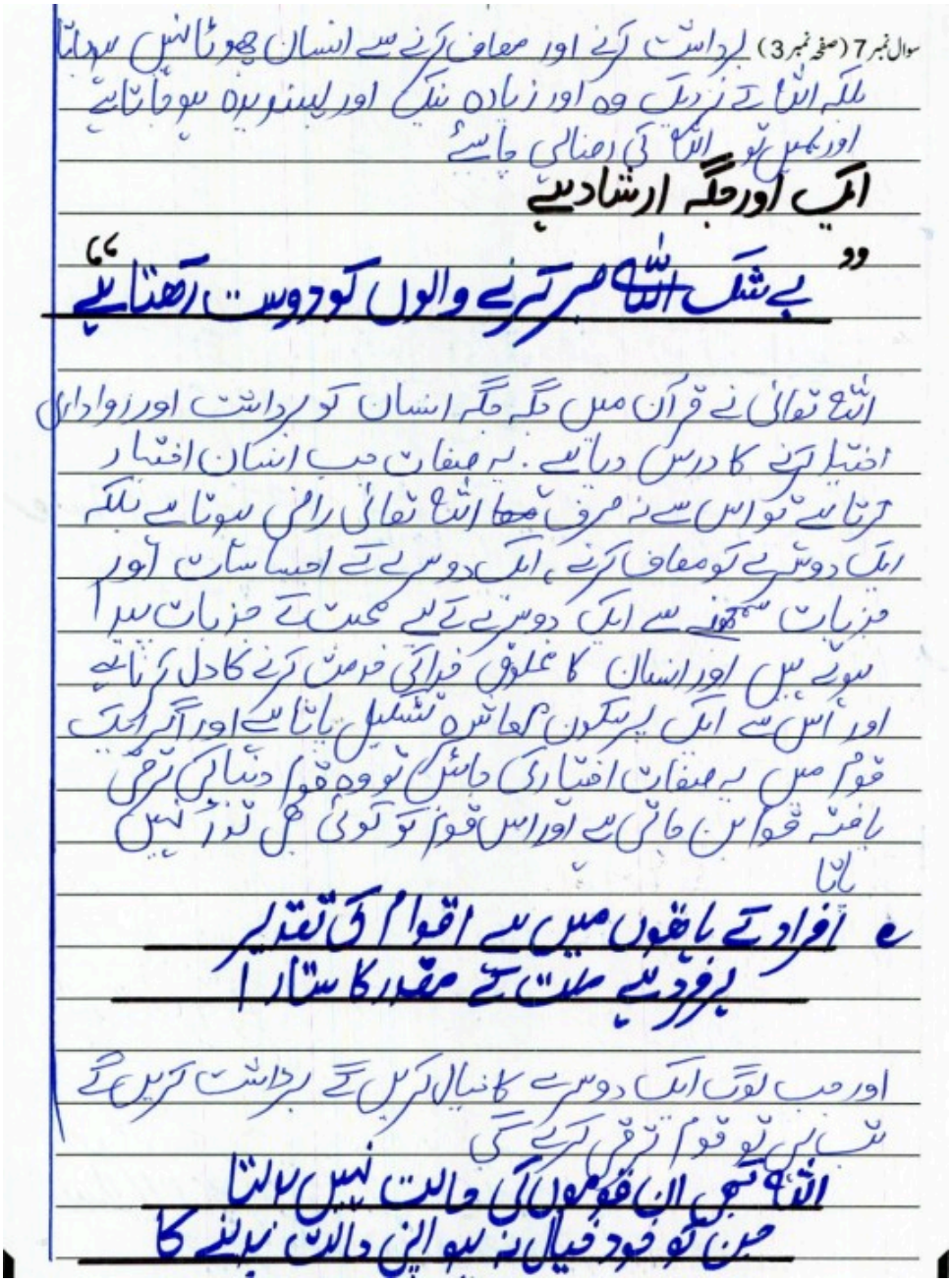
اسلام نے ہر دور میں انسان کو برداشت کرنے، اچھا اخلاق اپنانے کا درس دیا ہے اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے وہ زندگی کے ہر معاملے میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے اس میں انسان کو ہر معاملے میں برداشت کرنے اور رواداری سے کام لینے کا درس دیا ہے جب کوئی بات بری لگے تو اس کو ہوا کر دینا چاہیئے جائز تو اس کو بیٹھ کر آپس میں نفرت پیدا کرنی چاہیئے

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو"

ہمیں رسول پاک کی زندگی سے بھی اس کی بہت مثالیں ملتی ہیں جب حضور طائف میں تبلیغ کرنے گئے تو وہاں کے لڑکوں نے آپ کو لہولہان کر دیا لیکن آپ نے اللہ کی رضا کے لیے صبر کیا اور برداشت کیا ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے

جو راہ مصطفیٰ پر چلتے ہیں
وہی ہیں اہل کامل، معتبر اور سرفراز لوگ



سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 3) برداشت کرنے اور معاف کرنے سے انسان چھوٹا نہیں ہوتا بلکہ اللہ کے نزدیک وہ اور زیادہ نیک اور پسندیدہ ہو جاتا ہے اور ہمیں تو اللہ کی رضا چاہیے

ایک اور جگہ ارشاد ہے

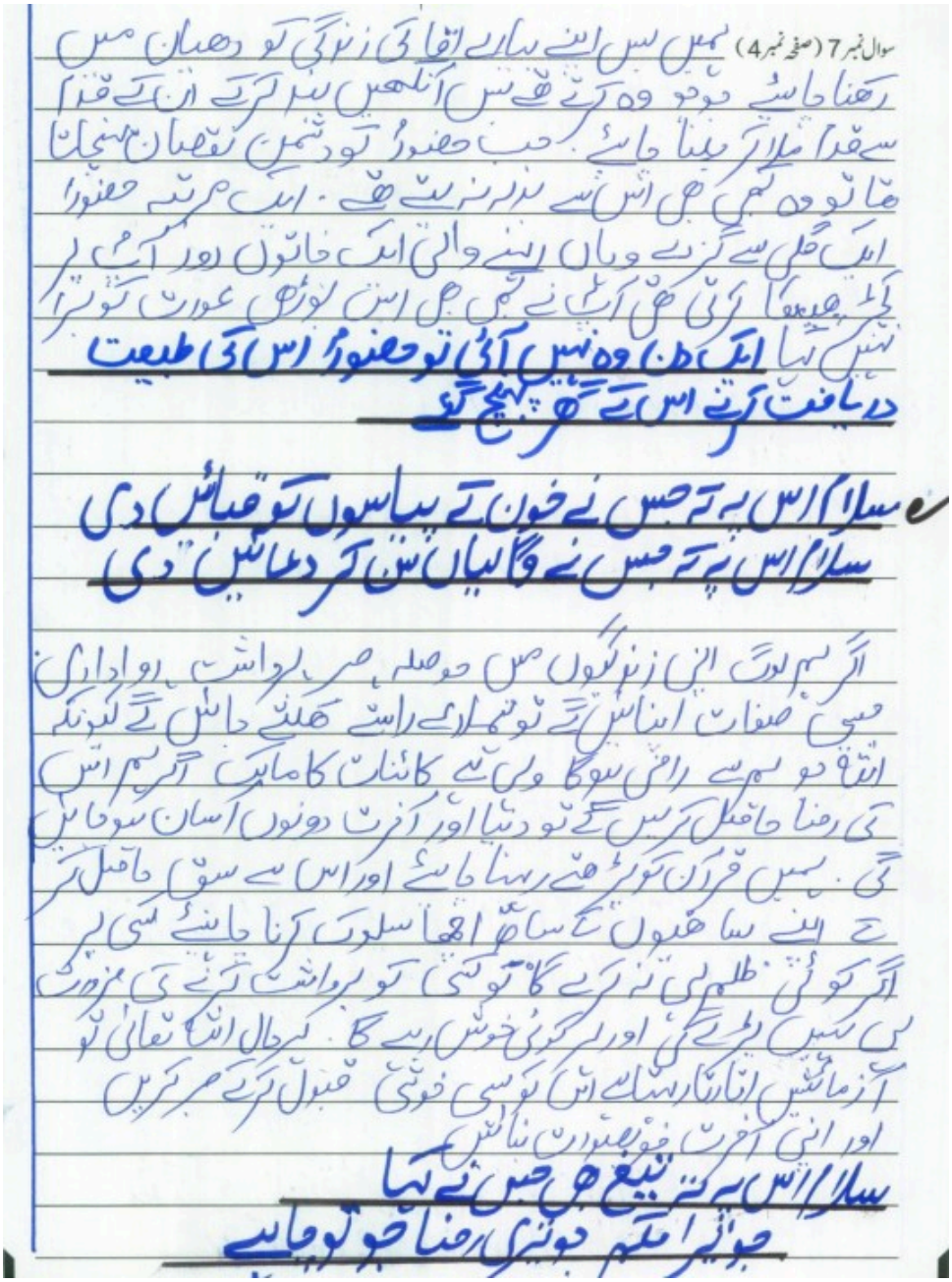
"بے شک اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جگہ جگہ انسان کو برداشت اور رواداری اختیار کرنے کا درس دیا ہے۔ یہ صفات جب انسان اختیار کرتا ہے تو اس سے نہ صرف صرف اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے بلکہ ایک دوسرے کو معاف کرنے، ایک دوسرے کے احساسات اور جذبات سمجھنے سے ایک دوسرے کے لیے محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور انسان کا خلوص خدائی خدمت کرنے کا دل کرتا ہے اور اس سے ایک پرسکون معاشرہ تشکیل پاتا ہے اور اگر ایک قوم میں یہ صفات اختیار کی جائیں تو وہ قوم دنیا کی ترقی یافتہ قوموں میں شمار ہوتی ہے اور اس قوم کو کوئی بھی نہیں ہرا سکتا

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا

اور جب لوگ ایک دوسرے کا خیال کریں گے برداشت کریں گے تب ہی تو قوم ترقی کرے گی

اللہ کبھی ان قوموں کی حالت نہیں بدلتا
جس کو خود خیال نہ ہو اپنی حالت بدلنے کا



سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 4) ہمیں بس اپنے بارے اچھائی زندگی تو دھیان میں رکھنا چاہئے جو جو وہ کرتے تھے بس آنکھیں بند کرکے ان کے قدم سے قدم ملا کر چلنا چاہئے۔ جب حضورؐ تو دشمن نقصان پہنچانا چاہتا تو وہ کبھی بھی اس سے نہ ڈرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضورؐ ایک گلی سے گزرے وہاں رہنے والی ایک خاتون روز آپؐ پر کچرا پھینکا کرتی تھی آپؐ نے کبھی بھی اس خاتون عورت کو برا نہیں کہا ایک دن وہ نہیں آئی تو حضورؐ اس کی طبیعت دریافت کرنے اس کے گھر پہنچ گئے

سلام اس پہ کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دی
سلام اس پہ کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دی

اگر ہم لوگ اپنی زندگیوں میں حوصلہ، صبر، برداشت، رواداری جیسی صفات اپنائیں گے تو ہمارے راستے کھلتے جائیں گے کیونکہ اللہ تو ہم سے راضی ہوگا وہی ہے کائنات کا مالک اگر ہم اس کی رضا حاصل کریں گے تو دنیا اور آخرت دونوں آسان ہو جائیں گی۔ ہمیں قرآن کو پڑھتے رہنا چاہئے اور اس سے سبق حاصل کرتے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے کسی پر اگر کوئی ظلم بھی نہ کرے گا تو کبھی تو برداشت کرنے کی ضرورت پیش آئے گی اور ہر کوئی خوش رہے گا۔ کہ حال اللہ تعالیٰ تو آزمائش انسان کو سہارے اس کو کسی خوشی قبول کرے صبر کریں اور اپنی آخرت خوبصورت بنائیں

سلام اس پہ کہ تیغ جس نے کہا
جو تیرا تم جو تیری رضا جو تو چاہے